سرحد سے ہندوؤں کا اخراج

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - ھُوَ النَّاصِرُ

سرحد سے ہندوؤں کا اخراج ملاپ کی شرانگیز تحریر

(تحریر فرمودہ مؤرخہ ۲۸ جولائی ۱۹۲۷ء)

سرحد کی خبر ہے کہ راجپال کی کتاب اور ورتمان کی تحریرات کی وجہ سے وہاں کے خوانین نے ان ہندوؤں کو جو تجارت کرتے تھے اپنے اپنے علاقہ سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر ملاپ کا ایڈیٹر نہایت سخت ناراض ہے۔ اور اس تمام فعل کا الزام خصوصیت سے میری تحریرات پر رکھتا ہے۔ اس امر میں ملاپ کے ایڈیٹر صاحب سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان ہندوؤں کی حفاظت میں جو سرحد پر رہتے ہیں ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اور درحقیقت ہم حیران ہیں کہ سرحد کے پُر جوش افغان جن کی تربیت پنجاب سے بالکل جداگانہ ہے' کس طرح اپنے جوشوں کو خلافِ معمول دبائے ہوئے ہیں۔ ملاپ کے ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ سرحدی افغان اسلامی شعار کی اس قدر غیرت رکھتے ہیں کہ چند سال ہوئے ایک سپاہی نے ایک انگریز افسر کو صرف اس لئے مار دیا تھا کہ اس نے قبلہ کی طرف پاؤں کئے ہوئے تھے۔ ہم اس فعل کو خواہ احکام شریعت کے خلاف سمجھیں لیکن اس امر کو نظرانداز نہیں کرسکتے کہ ان کے نزدیک یہ امر شریعت کے مطابق تھا۔ پس اس قدر جلد ان لوگوں میں یہ تغیر پیدا ہو جانا کہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کے موقع پر بجائے جوش میں آکر خون کرنے کے انہوں نے مہلت دے کر ہندو دکانداروں کو اپنی زمینوں سے چلے جانے کا حکم دیا' ایک بہت بڑی بات ہے اور گو میرے نزدیک ابھی انہیں اور ترقی کی ضرورت ہے۔ مگر یہ تبدیلی خوش کن تبدیلی ہے جس کے لئے میں خوانین سرحد کو مبارک باد دیتا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ اس تبدیلی میں ہماری جماعت کا بھی حصہ ہے۔ کئی علاقوں کی نسبت جب معلوم ہوا کہ وہاں کے افغان جوش میں ہیں تو ہمارے آدمیوں نے انہیں سمجھایا کہ وہ اسلام کی عزت کے

خیال سے قتل و غارت سے پرہیز کریں۔ چنانچہ انہوں نے اقرار کیا۔ اور کیا ہندو صاحبان اس امر کو نہیں سمجھ سکتے کہ وہ لوگ جو تھوڑے تھوڑے جوش پر قتل کر دیا کرتے تھے' ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کے معاملہ میں اس قدر صبر سے کام لینا کوئی معمولی بات ہے اور کیا یہ قابل قدر تبدیلی نہیں؟ ہمارے آدمیوں نے مزید کوشش کی ہے کہ ان لوگوں کو اپنی جگہ سے نکالا بھی نہ جائے اور بعض باثر علماء نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کے لئے بھی کوشش کریں گے۔ اور اگر اس امر میں ان علماء کی کوششیں کامیاب ہو گئیں تو موجودہ ایجی ٹیشن کا یہ سب سے خوشگوار نتیجہ ہو گا اور دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ عالم اسلام کس طرح آناًفاناً خوشگوار تبدیلی پیدا کر رہا ہے۔

میں ہندو اخبارات کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ بعض ہندوؤں نے اس موقع پر نہایت اشتعال انگیز رویہ اختیار کیا ہے اور باوجود سرحد کے مخصوص حالات سے واقف ہونے کے اور وہاں پشت ہاپشت سے رہنے کے بجائے اس امر پر اظہار افسوس کرنے کے کہ بعض خبیث الطبع لوگوں نے پاکبازوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہتک کی ہے' اُلٹا ان لوگوں کے خیالات کی تائید کر کے سرحد کے باغیرت مسلمانوں کو اور جوش دلایا۔ اگر بعض لوگ ایسا نہ کرتے تو شاید معاملات اس حد تک نہ پہنچتے جس حد تک کہ اب پہنچ گئے ہیں۔ بہرحال ہم اب بھی کوشش کر رہے ہیں اور سرحد کے خوانین سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا ایک اور موقع نہیں دیں گے۔ انہیں سب سے زیادہ چھوت چھات اور مسلمانوں کی دکانیں کھلوانے اور ہندوؤں سے سودا نہ لینے کی طرف توجہ دلانی چاہئے اور اس کے نتیجہ میں اگر وہاں کے ہندو آپ ہی آپ کام نہ ہونے کے سبب سے اس ملک کو چھوڑ دیں تو اس کا الزام ان پر نہ ہو گا۔ لیکن انہیں چاہئے کہ خود ہندوؤں کو اپنے علاقہ سے نکل جانے کے لئے نہ کہیں۔ میں سرحد کے باثر اصحاب کو اس طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ افغانستان' روس اور ہزارہ کی تجارت کروڑوں روپیہ کی ہے اور یہ سب کی سب ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جلد سے جلد اس تجارت کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسلام کی مدد کریں۔ اس قدر روپیہ سالانہ ان کے ہاتھوں سے جا کر اسلام کی بیخ کنی کی کوششوں پر یا مسلمانوں کے کمزور کرنے پر خرچ ہوتا ہے۔ پس انہیں چاہئے کہ وہ اپنی دکانیں کھولیں اور کم سے کم اسلامی ممالک کی تجارت تو اپنے ہاتھ میں لیں اور اگر وہ اس سال کوشش کر کے اس تجارت کو اپنے ہاتھ میں لے لیں تو یقیناً اگلے سال اس کا اثر پنجاب کی تجارت پر پڑے گا اور پنجاب میں بھی مسلمانوں کی

تجارت مضبوط ہو جائے گی۔

اس کے بعد میں پھر ایڈیٹر ملاپ اور ان کے ہم آواز لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ اوپر جو مشورہ میں نے دیا ہے' وہ اپنے مذہب کے مطابق دیا ہے۔ ہمارا مذہب سختی کا حکم نہیں دیتا۔ اس لئے اس نازک وقت میں بھی جب کہ ہمارے احساسات کو نہایت بُری طرح کُچلا گیا ہے' ہم امن اور صلح کی تعلیم دے رہے ہیں۔ لیکن میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آریہ سماج کے کسی ممبر کا کوئی حق نہیں کہ وہ سرحدی افغانوں کے اس فعل پر کوئی اعتراض کرے۔ آریہ سماج کی اپنی تعلیم یہ ہے کہ مذہب کی ہتک کرنے والے کو ملک سے نکال دیا جائے۔ دیکھئے پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کیا لکھتے ہیں۔

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی بُرائی کرنے والے منکر کو ذات' جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہئے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۹۔ ایڈیشن چہارم)

اگر پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک وید ہی نہیں بلکہ وید کے مطابق لکھی ہوئی کتابوں کی بُرائی کرنے والے کو بھی ملک سے نکال دینا چاہئے۔ (اور شاید اس قانون کے مطابق ملاپ اور پرکاش وغیرہ کی بُرائی کرنے والے کو بھی ملک سے نکال دینا چاہئے کیونکہ ان اخبارات کو بھی ویدوں کے مطابق ہی لکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔) تو کیا وجہ ہے کہ جس جگہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کی جائے اور اس ہتک پر دوسرے ہندو رضامندی کا اظہار کریں تو وہی سلوک جو پنڈت دیانند صاحب نے مذہب کی ہتک کرنے والوں کے لئے مقرر کیا ہے' ان سے نہ کیا جائے۔ کیا صرف وید کی ہتک کرنے والا ہی اس امر کا مستحق ہے کہ اسے ملک سے نکالا جائے۔ دوسرے مذاہب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بھی اپنے مذہب کی ہتک کرنے والوں کو ملک سے نکال دیں۔ مگر میں باوجود پنڈت صاحب کی اس تعلیم کے سرحد کے خوانین سے یہی کہوں گا کہ ہم قرآن کریم کے ماننے والے ہیں جو رحم اور صلح کی تعلیم دیتا ہے۔ پس وہ اپنے خدا داد رسوخ سے کام لے کر اپنے بھائیوں کے جوشوں کو ٹھنڈا کریں اور اقتصادی تدابیر کے اختیار کرنے سے زیادہ کچھ نہ کریں۔ اور جو ہندو مسلمانوں کے چھوت چھات اختیار کرنے اور سود ترک کرنے کے باوجود بھی ان کے ملک میں رہنا چاہیں انہیں اپنے ملک میں امن سے زندگی بسر کرنے دیں جیسا کہ وہ اب تک کرتے رہے ہیں۔

آخر میں میں ملاپ کے ایڈیٹر صاحب کی اس شرانگیز تحریر کی طرف خود ہندو صاحبان کو

توجہ دلاتا ہوں جو انہوں نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ:-

"گورنمنٹ کا فرض ہے کہ جن علاقوں سے ہندوؤں کو جلا وطن کیا گیا ہے۔ ان علاقوں پر چڑھائی کرکے ان علاقوں کو انگریزی علاقہ کے ساتھ شامل کرلینا چاہئے۔"

اس وقت جب کہ سرحد پر پہلے سے ہی جوش پھیلا ہوا ہے' یہ الفاظ سوائے فساد کی آگ بھڑکانے کے اور کیا اثر کر سکتے ہیں۔ افغانان سرحد جو سینکڑوں سال سے اپنی آزادی کیلئے سربکف رہے ہیں اور گورنمنٹ برطانیہ نے کروڑوں روپیہ خرچ کرکے سرحد پر امن قائم کیا ہے' اس تحریر کا اثر سرحد کے افغانوں پر اور گورنمنٹ کی پالیسی پر کیا ہوگا۔ کیا افغان اس تحریر کو دیکھ کر یہ نتیجہ نہ نکالیں گے کہ ہندو ہماری آزادی کو برباد کرنا چاہتے ہیں اور کیا ان کا جوش ان کے ہم مذہبوں کے خلاف آگے سے بھی تیز نہ ہو جائے گا اور کیا اس تحریر کے نتیجہ میں انگریزی سیاست کو جو نہایت قیمتی جانیں قربان کرنے اور کروڑوں روپیہ خرچ کے بعد وہاں قائم ہوئی ہے' ایک زبردست ٹھیس نہ لگے گی۔ میں ہندو صاحبان کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس قسم کے غیر ذمہ دار اشخاص کو روکیں کہ سارے فساد کے یہی بانی ہیں۔ یہ لوگ موقع کی نزاکت اور کام کرنے والوں کی مشکلات کو نہیں دیکھتے اور نادان دوست کی طرح اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اس کو نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ نوجوانان سرحد اس موقع پر نہایت بُردباری سے کام لے رہے ہیں۔ اور ہر اک معقول بات کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں۔ پس ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اس قسم کے فتنہ انگیز مضامین کی روک تھام کی جائے۔

میں ہندو صاحبان سے یہ بھی خواہش کرتا ہوں کہ جس طرح وہ سرحد کے بھائیوں کی ہمدردی کی طرف متوجہ ہیں اسی طرح وہ چمبہ اور دوسری ریاستوں میں جو مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے' اس کی طرف بھی توجہ کریں اور اس ظلم کو جو کمزور مسلمانوں پر کیا جا رہا ہے دور کریں۔ ورنہ ان کا کوئی حق نہیں کہ ابتداء خود کرکے اس کے انجام سے محفوظ رہنے کیلئے واویلا کریں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

۲۸-۷-۱۹۲۷ء

(الفضل ۲/ اگست ۱۹۲۷ء)